سلطنت قطر

مولانا محمد انیس رشید صاحب

''عالم ناتمام'' کے تحت اسلامی ممالک میں سے کسی ایک ملک کا تعارف پیش کیا جاتا ہے جس میں اس کے ماضی، حال اور مستقبل پر روشنی ڈالی جاتی ہے۔ اس بار ''سلطنت قطر'' کا تعارف ہدیۂ ناظرین ہے۔ (ادارہ)

قطر ایک عرب امارت ہے جس کا رقبہ گیارہ ہزار سے کچھ اوپر مربع کلو میٹر ہے، اس کے مغرب میں سعودی عرب اور جنوب مغرب میں متحدہ عرب امارات ہے۔ اس کے مشرق میں خلیج فارس واقع ہے، ۱۹۱۶ء سے ۱۹۷۱ء تک قطر برطانیہ کے ماتحت تھا۔ اس سے پہلے ترکی کی خلافت عثمانیہ کے زیر نگین ایک صوبے کا ایک چھوٹا سا حصہ تھا۔

ارضی خدوخال کے اعتبار سے قطر ایک ریگستانی ملک ہے جس کی اونچائی سطح سمندر سے بہت زیادہ نہیں ہے۔ دائرہ حارّہ میں ہونے کے سبب یہاں، سال بھر گرمی پڑتی ہے اور فضا میں اضافی رطوبت بھی ساٹھ فی صد سے زیادہ رہتی ہے۔ یہاں کی گرم مرطوب آب و ہوا صحت کے لیے زیادہ مناسب نہیں۔ گرم مرطوب آب و ہوا میں رہنے والے عام طور پر سیاہ فام ہو جاتے ہیں۔ عرب نسل کے لوگ بھی قطر میں سانولے یا کالے رنگ کا ہو جاتے ہیں۔ قطر میں بارش کم ہوتی ہے۔

قطر چونکہ گرم ریگستان ہے اس لیے یہاں پر کانٹے دار جھاڑیاں اور ناگ پھنی ہی قدرتی نباتات ہیں، نخلستانوں میں البتہ کھجور کے درخت کافی تعداد میں پائے جاتے ہیں۔ زمین عام طور پر سیدھی اور چپٹی ہے، خشک ہے اور جنوب مشرق میں ریتلی ہے اور اس کے شمال میں کچھ سبزہ ہے اور مغرب میں ساحل سے متصل نیچی پہاڑیاں ہیں جو سو میٹر اونچی ۶۶ کلو میٹر لمبی اور چھ سے گیارہ کلو میٹر چوڑی ہے۔

قطر کا دار الحکومت دوحہ ہے جبکہ خور، دخان اور الشمال کا شمار بڑے شہروں میں ہوتا ہے۔ یہاں کی کرنسی ریال ہے اور سرکاری زبان عربی ہے تاہم لوگ انگریزی زبان بھی سمجھتے ہیں، قطر میں بادشاہی نظام ہے۔

قطر کے دس فیصد لوگ زراعت سے وابستہ ہیں، پانی کی کمی کی وجہ سے وہاں وسیع پیمانے پر زراعت ممکن نہیں ہے اس کے باوجود حکومت شعبہ زراعت کی ترقی اور پیداوار میں اضافہ کے لیے اقدامات کر رہی ہے، عام طور پر وہاں گندم، ٹماٹر، جو، کھجور، تربوز اور خربوزے کی زراعت کی جاتی ہے۔

قطر کی برآمدات ہی خام تیل، لوہا، امونیا اور یوریا کھاد ہیں جبکہ صنعتی مشینری نان الیکٹریکل سامان، ٹرانسپورٹ کا سامان، لکڑی، مصارف اشیا قطر کی درآمدات ہیں۔

دخان کے قریب ۱۹۳۹ء میں تیل کی دریافت سے پہلے ماہی گیری اور گوہر کی صنعت معیشت کے بڑے سیکٹر تھے، ام سعید میں ایک کھاد کا پلانٹ موجود ہے جو ۱۹۷۳ء میں بنایا گیا تھا، اسی میں ایک دن میں دو ہزار ٹن یوریا اور اٹھارہ سو امونیا پیدا کرنے کی صلاحیت موجود ہے۔ ۱۹۶۹ء سے ام باب کے مقام پر ایک سیمنٹ پلانٹ کام کر رہا ہے۔ ایک اسٹیل کمپلیکس دو جاپانی فرم کی مدد سے ۱۹۷۸ء میں قائم ہوا اور قدرتی

ئیس کے ذریعے خام لوہا کو خالص کی شکل میں بناتا ہے۔ ۱۹۷۳ء میں قطر کھاد کمپنی پلانٹ کھولا گیا۔ اس کے علاوہ قطر کیمیکل کمپنی پلانٹ ۱۹۸۱ء میں قائم ہوا۔ قطر کی شرح خواندگی ۷۶ فی صد ہے۔

قطر کا الجزیرہ ٹیلی ویژن دنیا بھر میں مشہور ہے۔ جب مغربی دنیا نے امریکی سرپرستی میں افغانستان، طالبان اور القاعدہ کے حوالے سے انتہائی گمراہ کن اور دنیا کو افغانستان، طالبان اور القاعدہ کی زمینی حقیقت کو سمجھنے سے دور رکھنے کی کوشش کی اور بین الاقوامی سطح پر اپنی دھاک بٹھانے کے لیے سازشوں کے تانے بانے بُنے تو الجزیرہ ٹیلی ویژن نے ان گمراہ کن پروپیگنڈوں کے سدباب کی کوشش کی اور بجا طور پر اسے کامیابی ملی، امریکی اور یہودی سازش کے تحت دنیا بھر کے ذرائع ابلاغ سے طالبان، افغانستان اور القاعدہ کو دور رکھا گیا تو الجزیرہ ٹیلی ویژن نے ان کی خبروں کی کوریج کی۔ اسامہ بن لادن اور ملا عمر کے بیانات کے ویڈیو ٹیپ جاری کر کے مغربی پروپیگنڈہ کا توڑ کیا۔ امریکا نے اس وقت الجزیرہ ٹیلی ویژن کو بند کرنے کی بھی کوشش کی تاہم اسے ناکامی سے دوچار ہونا پڑا۔

قطر دراصل جزیرۃ العرب ہی کا ایک حصہ ہے جسے عہد رسالت میں حضرت علاء بن الحضرمی رضی اللہ عنہ نے اسلام کی روشنی سے منور کیا تھا اور یہ ان خوش نصیب خطوں میں سے ہے جسے سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے زیر نگیں رہنے کا شرف حاصل ہے، یہاں کی آبادی تقریباً پانچ لاکھ کے لگ بھگ ہے، جزیرۃ العرب کا حصہ ہونے کی وجہ سے یہ شروع سے سعودی عرب کا ایک علاقہ تھا بعد میں اس نے مستقل حیثیت حاصل کر لی اور تیل کی دولت حاصل ہو جانے کے بعد جدید تمدن کے تمام مظاہر یہاں بھی آب و تاب کے ساتھ نظر آنے لگے۔

وزارت مذہبی امور نے ۱۹۷۹ء میں دارالحکومت دوحہ میں ایک بین الاقوامی سیرت کانفرنس منعقد کروائی جس میں دنیا بھر کے اکیاون ممالک سے دو سو مندوبین کو شرکت کی دعوت دی گئی اور بیشتر ملکوں سے وہاں کے چوٹی کے اہل علم و دانش نے اس میں حصہ لیا، اردن سے مشہور عالم شیخ مصطفی الزرقاء، سعودی عرب سے شیخ عبدالفتاح ابوغدہ، کویت سے ڈاکٹر یوسف قرضاوی، ہندوستان سے مولانا سید ابوالحسن علی ندوی، مولانا محمد سالم قاسمی، مولانا سعید احمد اکبر آبادی، پاکستان سے مولانا مفتی محمد تقی عثمانی، شام سے ڈاکٹر محمد سعید رمضان اور دنیا بھر سے بہت سے مشہور و معروف علماء کرام نے اس کانفرنس میں شریک ہو کر کانفرنس اور خود دوحہ اور قطر کی عزت افزائی کا سامان بہم پہنچایا، اور ذکر رسول اور سیرت طیبہ کے مختلف پہلوؤں کو اجاگر کر کے "ورفعنالك ذكرك" کے خدائی فرمان کو برحق ثابت کیا۔

پانچ دن تک جاری رہنے والی اس کانفرنس کا انتظام حکومت قطر نے اپنے رقبہ اور حجم کے مختصر ہونے کے باوجود شاہانہ پیمانہ پر کیا اور مہمانان رسول کی میزبانی کے فرائض نہایت اعلیٰ انداز سے انجام دیئے، اس مستعدی اور فراخ دلی کا مظاہرہ بہت کم کانفرنسوں میں ہوتا ہے، شرکاء بھی اپنی کمیت اور کیفیت کے اعتبار سے بہت ممتاز تھے، امریکا سے لے کر انڈونیشیا تک اور مراکش و رباط سے لے کر عراق و خلیج تک کے چوٹی کے عالم، مسلم جماعتوں اور تنظیموں کے سربراہ اور جامعات کے فاضل اساتذہ شریک تھے، جن میں سے چند کے نام اوپر بیان کیے گئے ہیں۔

قطر کی خوش قسمتی ہے کہ عالم عرب اور عالم اسلام کے کثیر التصنیف اور امت مسلمہ کے بہی خواہ ڈاکٹر یوسف قرضاوی ان دنوں قطر میں رہائش پذیر ہیں اور دینی خدمات انجام دینے میں مصروف ہیں۔ موصوف قاہرہ کے مشہور زمانہ جامعہ ازہر کے ممتاز فضلاء میں سے ہیں اور عالم اسلام کے علماء میں ممتاز حیثیت رکھتے ہیں۔

☆☆☆